شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۴

لذتِ رشکِ کائنات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : لذتِ رشکِ کائنات

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ المبارک

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۴ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

لذتِ رشکِ کائنات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اہل اللہ کے نورِ باطن کے اثرات

جس چیز کا دل پر اثر ہوتا ہے اس کا نفع بڑھ جاتا ہے۔ وہ بات جو ہم قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک میں براہ راست دیکھتے ہیں اگر وہی بات کوئی اللہ والا بیان کرے تو دونوں میں فرق ہو جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس اللہ والے کا نور بھی اس میں شامل ہو کر مستزاد اثر ڈالتا ہے۔ اس کا نورِ تقویٰ، اس کی آہ و فغاں اور اس کا خونِ آرزو اللہ رائیگاں نہیں کرتا۔ اللہ والے اپنے سینے میں دریائے خوں رکھتے ہیں۔ اس پر میرا شعر سنیے ؎

چند قطرے ہوتے تو وہ چھپ بھی جاتے
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

ان کے دریائے خوں کو سارے دنیا کے حاسدین اور دشمن چھپانا چاہیں تو چھپا نہیں سکتے، چند قطرے ہوں تو ان پر مٹی ڈال کر چھپا دو لیکن ان کے سینے میں تو دریائے خوں بہہ رہا ہے، کیوں کہ وہ ہر وقت اپنی حرام آرزوؤں کا خون کرتے ہیں، ان کے قلب میں چوبیس گھنٹے دریائے خوں بہتا رہتا ہے اور اس کی لہروں میں زبردست طغیانی ہوتی ہے ؎

ہزاروں شاخ میں تبدیل کر ڈالا محبت نے
مگر میرے دریا میں آہ طغیانی نہیں جاتی

علمِ الٰہی اور عشقِ الٰہی

علامہ سید سلیمان ندوی صاحب جب حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے

بیعت ہوئے تو یہ شعر پڑھا۔

چھوڑ کر درس و تدریس و مدرسہ
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا

اس میں بظاہر درس و تدریس کی توہین محسوس ہوتی ہے۔اس لیے یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ پہلے منطق و فلسفہ کا غلبہ تھا، اب عشقِ الٰہی کا غلبہ ہے، علم درجۂ ثانوی ہو گیا اور مولیٰ درجۂ اوّلیں ہو گیا، مدرسہ ہم کو عالمِ منزل کرتا ہے اور اللہ والوں کی صحبت اور عشق و محبت کی آہ و فغاں جو اللہ والوں کی جوتیوں سے ملتی ہے یہ ہمیں بالغِ منزل کرتی ہے۔تو اس شعر میں درس و تدریس و مدرسہ چھوڑنا مراد نہیں ہے بلکہ درس و تدریس و مدرسہ کے علوم پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب کرنا ہے، ان علوم پر عمل کرکے اپنے کو بالغ منزل بنانا ہے۔ اور یہ چیز خانقاہوں سے ملے گی۔ مدرسے ہم کو عالمِ منزل کرتے ہیں اور اللہ والے ہمیں بالغ منزل کرتے ہیں۔بتایئے!مولیٰ افضل ہے یا نہیں؟ لیکن علم مولیٰ بھی ضروری ہے اور درس و تدریس بھی ضروری ہے، کچھ علماء ایسے ہونے چاہئیں جن کا علم زبردست ہو لیکن ان کے علم پر اللہ کی محبت غالب ہو۔عالم پر عشقِ الٰہی غالب ہو تو اس کے علم کی چاشنی بڑھ جائے گی۔

چاشنی پر ایک قصہ یاد آیا، برطانیہ کے شہر مانچسٹر میں ایک عالم نے کہا کہ تمہارے بیان میں مجھ کو زبردست دردِ دل محسوس ہوا۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے مانگا کہ اے خدا!اس مضمون کو میری زبان سے شعر میں تبدیل فرما دیجیے تو فوراً ایک شعر بن گیا، آپ کو اپنا میڈان برطانیہ شعر سنا رہا ہوں۔

اس طرح دردِ دل بھی تھا میرے بیاں کے ساتھ
جیسے کے میرا دل بھی تھا میری زباں کے ساتھ

عشقِ ہوسناک کی منازلِ ناپاک

اسی لیے اپنے احباب اور اپنے نفس سے کہتا ہوں کہ اگر اللہ کی محبت کا درد لینا ہے اور رشکِ لذتِ کائنات لینا ہے بلکہ رشکِ لذتِ دو عالم لینا ہے تو خونِ آرزو کی مشق کرو۔ اللہ کے

لیے کہتا ہوں کہ اپنا دل توڑ دو مگر اللہ کے قانون کو توڑ کر حرام لذتوں کی کشید، چشید، رسید، دید اور شنید سے اپنے کمینے پن کا ثبوت مت پیش کرو، کچھ غیرتِ بندگی کا حق ادا کرو، ہم اللہ کے بندے ہیں، ہم آقا نہیں ہیں، آقا تو ہمارا مولیٰ ہے، پھر دیکھو اللہ ٹوٹے ہوئے دل میں کیا دیتا ہے۔ ایسی لذت، ایسا سکون دے گا کہ سارے عالم کے سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہو جائیں گے، اس لذتِ دردِ دل کے سامنے سارے عالم کی لیلائے کائنات اور حسن کی جتنی بھی اصناف، اقسام اور انواع ہیں سب تمہیں ہیچ معلوم ہوں گے کیوں کہ عشقِ مجازی کی منزلیں سب گراؤنڈ فلور کی گٹر لائنوں پر جاکر ختم ہوتی ہیں۔ ابتدا تو آنکھوں، گالوں اور کالے بالوں سے ہوتی ہے مگر اس ہوس کی انتہا ناف کے نیچے گندے مقامات پر ختم ہوتی ہے۔

عزتِ مومن کی حرمت

یہ مومن کی عزت کے بھی خلاف ہے۔ اور آپ کو بتاؤں مومن کی عزت کتنی ہے؟ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کعبہ تیری عزت سر آنکھوں پر مگر مومن کی عزت تجھ سے زیادہ ہے۔ سرورِ عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا یَنۡبَغِیۡ لِلۡمُؤۡمِنِ اَنۡ یُّذِلَّ نَفۡسَہٗ[1] مومن کے لیے زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ بتائیے! ان حسینوں کے لیے کسی مومن کا اپنے کو ذلیل کرنا کیسا ہے؟ یہی معشوق ان عاشقوں کو کتنی گالیاں دیتے ہیں اور اہلِ تقویٰ پر کتنی رحمتیں برستی ہیں، ان کو کتنی عزتیں ملتی ہیں۔

صحابہ کی حفاظتِ نظر کا ایک واقعہ

جب صحابہ نے ملکِ شام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو عیسائیوں نے خوبصورت لڑکیوں کو سجا کر سڑکوں پر کھڑا کر دیا تاکہ مسلمانوں کی نظر خراب ہو اور ان پر اللہ کی لعنت برس جائے، اللہ کی رحمت اور مدد ان سے ہٹ جائے اور یہ ہم سے ہار جائیں۔ مگر صحابہ کے کمانڈر ان چیف یعنی سپہ سالار نے اعلان کیا:

---

[1] سنن الترمذی: ۵۱/۲، بابٌ بعد ذکر باب ما جاء فی النھی عن سب الریاح، ایچ ایم سعید

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ[۱]

اے نبی! آپ ایمان والوں سے فرمادیجیے کہ اپنی نظریں نیچی کرلیں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ایسا لگا کہ جیسے یہ آیت ابھی ابھی نازل ہوئی ہے۔

جی اُٹھے مردے تیری آواز سے

صاحبِ نسبت اور دردِ دل والوں کی تقریر سن کر تو دیکھو کہ دل پر کیسا زلزلہ طاری ہوتا ہے کیوں کہ انہوں نے خونِ آرزو سے اپنے دل پر زلزلے طاری کیے ہیں۔ ان کے دل پر زلزلے نہیں آئے زَلازِل آئے ہیں، زلزلے کی جمع زَلازِل ہے جیسے مسجد کی جمع مساجد ہے۔ اس لیے ان کی تقریروں سے دلوں پر زلزلہ طاری ہوتا ہے۔

جب صحابہ نے ان لڑکیوں کی طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھا تو ان لڑکیوں نے جاکر اپنے بڑوں سے کہا کہ آپ نے جس فتنے کے لیے ہمیں مقرر کیا تھا اور آنکھوں میں کاجل لگوایا تھا اور سجاکر رکھا تھا تو آپ کی یہ ترکیب ناکام ہوگئی، یہ عجیب لوگ ہیں، انہوں نے تو ہماری طرف آنکھ اٹھاکر بھی نہیں دیکھا۔

نعمتِ حلاوتِ ایمانی رشکِ شاہانِ کائنات

جب میں بڑے بڑے گول ٹوپیوں والوں کو دیکھتا ہوں کہ اُلّوؤں کی طرح نامحرم عورتوں کو دیکھ رہے ہیں تو دل سے آہ نکلتی ہے کہ مولیٰ کے قانون کو توڑ کر ان لیلاؤں کو دیکھ رہے ہیں، ان مرنے والوں کی تو تمہارے دل میں اہمیت ہے اور خدائے تعالیٰ کے قانون کی عظمت کا احترام نہیں ہے، خدا کا حکم توڑنا گوارا ہے لیکن نظر بچاکر اپنا دل توڑنے کی تکلیف گوارا نہیں۔ ارے ظالم دل کو توڑ دو، خدا کے حکم کے آگے دل کیا قیمت رکھتا ہے پھر دیکھو اللہ اس دل میں کیا دیتا ہے۔ ان شاء اللہ سورج اور چاند کی روشنی میں لوڈشیڈنگ محسوس ہونے لگے گی، لیلائے کائنات کے نمکیات جھڑ جائیں گے اور سلاطین کے تخت و تاج نیلام ہونے لگیں گے، مال داروں کے رین، ڈالر اور رین ایسے معلوم ہوں گے کہ یہ کچھ نہیں ہیں اور ساری دنیا

---

[۱] النور:۳۰

کی سلطنت کے تخت و تاج میرے بوریے میں چھپے ہوئے ہیں۔ پھر میرا یہ شعر پڑھو گے ؎

دامنِ فقر میں میرے پنہاں ہے تاجِ قیصری
ذرّۂ دردو غم تیرا دونوں جہاں سے کم نہیں

ان کی نظر کے حوصلے رشکِ شاہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں دونوں جہاں سے کم نہیں

کاش! اس آیت پر ہم سب کا ایمان ہوتا کہ اللہ کے قرب کی لذت کا کوئی مثل نہیں ہے، بے مثل لذت چھوڑ کر کہاں گراؤنڈ فلور کی گندی نالیوں میں گھستے پھرتے ہو۔ نظر بچا کر دیکھو اسی وقت اللہ ایمان کی نقد مٹھاس دیتا ہے، جنت تو اُدھار ہے مگر نظر کی حفاظت کرنے پر اللہ کی طرف سے اسی وقت نقد انعام ملتا ہے جس کا نام حلاوتِ ایمانی ہے، جنت تو اُدھار ہے مگر حلاوتِ ایمانی یعنی اللہ کے قرب کی لذت دل کو اسی وقت نقد ملتی ہے۔

اہل تقویٰ کے لیے دو جنتوں کی بشارت

اسی لیے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ [۳] جب لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور گناہوں سے بچتے ہیں تو اللہ ان اہلِ خوف کو دو جنتیں دیتا ہے، ان دو جنتوں کی تفسیر یہ ہے کہ جَنَّةٌ مُّعَجَّلَةٌ فِی الدُّنْیَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰی ایک جنت دنیا میں ملتی ہے اس کا نام ہے حضور مع المولیٰ اپنے مولیٰ کو اپنے دل میں پا جاتے ہیں جَنَّةٌ مُّؤَجَّلَةٌ فِی الْعُقْبٰی بِلِقَاءِ الْمَوْلٰی دوسری جنت آخرت میں ملتی ہے جہاں اللہ کی ملاقات اور دیدار ہوگا۔[۴]

نصیبِ دوستاں اور نصیبِ دشمناں میں فرق

اگر تقویٰ پر عمل نہیں کروگے تو مثل اس خانساماں کے ہوگے جو سوپ بنا کر

۳؎ الرحمٰن:۴۶

۴؎ مرقاۃ المفاتیح:۵/۱۶۱،باب رحمۃ اللہ تعالیٰ،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

دوسروں کو پلاتا ہے مگر خود نہیں پیتا اور سوکھتا چلا جاتا ہے لٰہذا محرومِ مولیٰ ہو کر مت مرو۔ اللہ کے نام پر اختر اپنے دوستوں سے کہتا ہے، جن لوگوں کو مجھ سے محبت کا دعویٰ ہے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے نفس کی بُری خواہشات کو توڑ دو اور اچھی خواہشات پوری کرلو جیسے مرغی کھانے کو دل چاہے تو حلال کی دیسی مرغی کھاؤ، بریانی کھاؤ، مرنڈا پیو، انڈا کھاؤ، جس خوشی سے اللہ خوش نہ ہو میں ان خوشیوں سے اہتمام کے ساتھ بچنے کی دعا کرتا ہوں اپنے لیے بھی اور آپ کے لیے بھی۔ یہ غیرت کے بھی خلاف ہے اور کمینہ پن بھی ہے کہ نعمت کھاؤ اللہ کی اور باتیں مانو نفس کی۔ بتاؤ! اگر خدا دس دن روٹی نہ دے تو کسی حسین کو دیکھ سکو گے؟ لٰہذا جس کی کھاؤ اسی کی گاؤ۔ مسجد کے محراب میں قسم کھاتا ہوں کہ ان شاء اللہ مولیٰ کے قرب کی ایسی لذت پاؤ گے کہ کبھی احساسِ کمتری نہیں ہو گا کہ میں نے دنیا میں حسینوں کو کیوں نہیں دیکھا ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

مگر نصیبِ دوستاں اور ہے اور نصیبِ دشمناں اور ہے۔ خدا ہم سب کو نصیبِ دشمناں سے نجات عطا فرمائے۔ نافرمانی کرکے حرام لذت لینا یہ نصیبِ دشمناں ہے اور حرام خوشیوں سے بچنے کے لیے اپنا دل توڑ کر اپنے مولیٰ کو خوش کرنا نصیبِ دوستاں، نصیبِ اولیاء، نصیبِ اہلِ صفا اور نصیبِ اہلِ وفا ہے۔

اللہ کا عاشق تو خوشی خوشی ارادہ کرتا ہے کہ اے اللہ! کہاں ہماری قسمت کہ ہم ایک سانس بھی آپ کو ناخوش نہ کریں، ہماری ہر سانس آپ پر فدا ہو، ہم ایک سانس بھی آپ کو ناراض کرکے حرام لذتوں کی چشید و کشید نہ کریں، اللہ اپنے عاشقوں والے نصیب ہمیں عطا فرما دیں اور اپنے دوستوں اور اولیاء کی حیات نصیب فرمادیں۔ جن لوگوں نے گٹر لائنوں کی سیر کی ہے ان سے پوچھو کہ دل کی تنگی کا کیا حال ہوتا ہے۔

زنجیرِ شریعت در حقیقت زنجیرِ محبت ہے

کاش! میرے احباب میری باتوں کو اپنے دل میں اُتارلیں، یہ چیزیں عمل سے تعلق

رکھتی ہیں، کوئی لاکھ چلّاتا رہے کہ شامی کباب مزیدار ہوتا ہے مگر کھاتا نہیں ہے تو سننے سے کام نہیں چلتا، اگر سننے سے کام چلتا تو قرآنِ پاک میں منافقین کے لیے یہ آیت نازل نہیں ہوتی کہ منافقین کہتے تھے سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا سن تو لیا ہے مگر اس کے خلاف چلیں گے، اور صحابہ کہتے تھے کہ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ہم نے جو سنا اس پر عمل کریں گے۔

بہت سے مرید ایسے ہیں کہ شیخ کے دردِ دل کو پاش پاش کرکے، غیرتِ مریدیت ختم کرکے بے غیرتی سے نظر بازی کرتے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ دین خانقاہوں تک محدود نہیں ہے، مسجدوں تک محدود نہیں ہے، جتنا ہم مسجد میں اللہ کے بندے ہیں، اتنا ہی الفیسٹن اسٹریٹ اور بندر روڈ اور کلفٹن بلکہ سارے عالم میں جہاں بھی جائیں گے اپنے تمام اعضا کے ساتھ اللہ کے اسی درجے کے غلام ہیں، ہماری آنکھیں پابند ہیں آزاد نہیں ہیں مگر اس پابندی میں مزہ بھی ہے، اللہ کے فرمان پر اپنے کو جکڑے رہو، اس کا نام زنجیرِ محبت ہے، زنجیرِ شریعت درحقیقت زنجیرِ محبت ہے جس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے؎

پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے
اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے

بدنظری کے گناہ کا ابتلائے عام

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آپ ہر وقت حسینوں سے نظر بچانے کی باتیں کرتے ہیں کیا دنیا میں اور گناہ نہیں ہورہے ہیں؟ تو چوں کہ بدنظری کی بیماری عام ہورہی ہے، بدنظری کا کالرا یعنی ہیضہ پھیلا ہوا ہے اس لیے زُکام کا تذکرہ نہیں کیا جارہا، جب کالرا پھیل جاتا ہے تو کالرا کا انجکشن لگایا جاتا ہے، زکام کا جوشاندہ نہیں پلایا جاتا کیوں کہ زکام کا مریض چھ مہینے چل سکتا ہے لیکن کالرا میں تو آناً فاناً مر جاتا ہے۔ اس لیے بدنظری کے مرض اور اس کے علاج کا زیادہ تذکرہ کرتا ہوں۔

ہر گناہ سے بچنا تقویٰ میں داخل ہے

مگر اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بس حسینوں سے بچ گئے پھر وی سی آر ٹیلی ویژن

دیکھو اور مووی بنواؤ اور جہاں فوٹو کشی ہورہی ہو، گانے بجانے ہورہے ہوں یا مرد و عورت کا اختلاط ہو، پردہ کا اہتمام نہ ہو تو خاندان کی ان ناجائز رسومات میں جاکر شرکت کرو۔ اللہ کی تمام نافرمانیوں کو چھوڑنا سب فرار میں داخل ہے فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ[۵] کے معنیٰ یہ نہیں ہیں کہ صرف حسینوں سے بھاگو بلکہ اللہ کی ہر نافرمانی سے بھاگو، سودی نظام، سودی کاروبار، سودی ملازمتیں ان سے بھاگنا اور حلال تلاش کرنا اور رات دن اللہ سے رونا اور جب حلال مل جائے تو ان سودی کاموں کو فوراً طلاق مغلظہ دے دینا یہ سب فرار میں داخل ہے۔ خاندان کی اس شادی بیاہ یا دیگر رسومات میں شرکت نہ کرنا جہاں فوٹو کھینچ رہے ہوں اور مووی بن رہی ہو، اللہ کے فرامین عالیہ کو پاش پاش کیا جارہا ہو اور عورتیں اور مرد مخلوط ہو کر دعوتِ ولیمہ کھارہے ہو، یہ ولیمہ نہیں ہے مُوْلَمَۃٌ ہے یعنی قابلِ ملامت کام ہے۔ یہاں ایک لطیفہ یاد آیا، آج کل ولیمہ میں کھانا کھلانے پر پابندی ہے صرف بوتلیں پلاسکتے ہیں، اس پر ایک شاعر نے کہا کہ ؎

ولیمہ پی کر آیا ہوں اب کھانا گھر میں کھاؤں گا

حکومت کے قانون کی وجہ سے ولیمہ کی سنتِ مؤکدہ چھوڑ کر مرنڈا اور بوتلوں پر اکتفا کرنے والوں اور ولیمہ پینے والوں سے گزارش ہے کہ جس طرح ایک سلطنت کے حکمران کی بات مان لی تو اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑا سردار، سلاطین کا سلطان، ملک الملوک ہے، اس کے حکم پر بھی چلو پھر دیکھو کیا مزہ ملتا ہے۔ دنیاوی بادشاہ تو اپنے حکم کی تعمیل پر انعام نہیں دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم ہمارا حکم مانو گے، ہماری نافرمانی سے بچو گے تو ہم اپنی دوستی کا تاج تمہاری غلامی کے سر پر رکھ دیں گے اور تمہارا شمار اولیاء اللہ میں ہو جائے گا۔

تو تمام نافرمانیوں سے بھاگنا فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ میں داخل ہے۔ ہر وہ فعل، ہر وہ خیال جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں سب فرار میں داخل ہے۔ ورنہ عام لوگ یہی سمجھیں گے کہ بس حسینوں سے بچ جاؤ پھر مووی دیکھو، ٹیلی ویژن دیکھو، حرام کھاتے رہو اور سب گناہ کرتے رہو۔ لہٰذا آج یہ قاعدہ کلیہ لکھ لو کہ اللہ کی جتنی نافرمانیاں ہیں، ہر گناہ کو چھوڑنا اللہ کی طرف بھاگنا ہے اور اللہ کی طرف قرار پکڑنا ہے، یہ سب فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ میں داخل ہے۔

۵؎ الذّٰریٰت:۵۰

چند حقوق العباد کا تذکرہ

عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا، مووی بنوانا، گانے سننا، ٹیلی ویژن کے گندے پروگرام دیکھنا غرض جتنی بھی نافرمانیاں ہیں سب سے بچیں، شوہر کو ستانا بھی اس میں شامل ہے، اور شوہروں سے بھی کہتا ہوں کہ اپنی بیویوں کو انتہائی پیار و محبت سے رکھو اور ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو کیوں کہ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں، اگر بیوی کبھی کچھ بول دے تو اس کو برداشت کرلو۔ لیکن بیویوں پر بھی یہ حق واجب ہے کہ وہ اپنے شوہروں کا احترام کریں اور ان کی خدمت سے اپنی جنت بنائیں، ان کو بکرا، بھیڑ اور دنبہ بنا کر نہ رکھیں۔

ایک عورت نے کہا کہ مجھے ایسا تعویذ دے دو کہ میں اپنے شوہر کو دبا کر رکھوں، میرا شوہر بالکل دنبہ و بکرا بنا رہے، ہم جو کہیں وہ ہاں ہاں کرتا رہے۔ ایسے تعویذ دینے والے بھی مجرم ہیں اور لینے والے بھی مجرم ہیں، لیکن جن کے شوہر بہت ہی ظلم کرتے ہوں ان خواتین کو چاہیے کہ علماء اور مشائخ سے رجوع کریں۔ بہرحال عورتوں کو چاہیے کہ اپنے شوہروں کی فرماں برداری کریں اور شوہروں کا دل خوش کرکے جنت بنائیں اور شوہر بھی اپنی بیوی کے ناز و نخرے برداشت کرکے ان کو آرام و پیار سے رکھے۔ اولاد بھی اپنے ماں باپ کا ادب کرے، قرآنِ پاک میں اعلان ہے وَاخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ[٦] ماں باپ سے اپنے کندھوں کو پست کرکے بات کرو، کندھوں میں بھی تناؤ نہ آئے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ لَيِّنَ الْمَنَاكِبِ[٧] اللہ کو نرم کندھے پسند ہیں۔ اللہ اکڑ فوں والے اکڑے ہوئے کندھے پسند نہیں کرتا۔

اگر ماں باپ ایک چیز کو کئی دفعہ پوچھیں تو ہر دفعہ جواب دو۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک ہندو کے لڑکے نے اپنے بابا سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کوّا، تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کوّا۔ پھر اس نے اپنے منشی کو

---

٦ بنی اسرآءِیل: ۲۴

٧ شعب الایمان: ۴/۱۰-۱۱ (۴۲۲۰)، باب فی الجهاد، دار الکتب العلمیة، بیروت- ذکرہ بلفظ خیارکم الینکم مناکب فی الصلوٰة

بلایا کہ نوٹ کرتے رہو، لڑکے نے سو دفعہ پوچھا کہ کاکا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے سو دفعہ جواب دیا اور ناراض بھی نہیں ہوا۔ جب یہ لڑکا بڑا ہوا تو ایک دن اس ہندو نے اپنے لڑکے سے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ کوّا۔ اس نے تین دفعہ پوچھا تو لڑکے نے جواب دیا لیکن چوتھی دفعہ ڈانٹ کر کہا کہ کیا میں آپ کو یہی بتاتا رہوں؟ مجھے بزنس بھی کرنا ہے،، بہت کام ہیں تو اس نے منشی سے کہا کہ میرا کھاتہ لاؤ پھر اپنے لڑکے سے کہا کہ دیکھ ظالم جب تو چھوٹا سا تھا تو تُو نے مجھ سے سو دفعہ پوچھا اور میں نے سو دفعہ تیرے ناز اُٹھائے، اب میں بڈھا ہو گیا ہوں تو تو بھی کاکا کے ناز اٹھا۔ باپ تو چھوٹے بچوں کی انگلی پکڑتا ہے لیکن جب باپ بڈھا ہو جائے تو تم بھی اس کی انگلی پکڑو، جب ماں باپ بلائیں تو فوراً ان کے پاس جاؤ، ان کے بلانے پر نفل نماز تک توڑنے کا حکم ہے، اگر ان کو پتا نہ ہو کہ یہ نفل پڑھ رہا ہے اور وہ کسی کام سے بلائیں تو فوراً نماز توڑ کر ان کے پاس جاؤ لیکن اگر ان کو علم ہو کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے تب نماز توڑنا واجب نہیں۔ بہر حال ماں باپ کے بڑے درجے ہیں۔

ایسے ہی پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو، یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو بڑے بوڑھے کا ادب کرے گا اس کی زندگی بڑھا دی جائے گی لہٰذا جو محلہ کا بڑا بوڑھا ہو اس کا اکرام کرو، اس اکرام کی برکت سے اس کی عمر بڑھادی جائے گی اور اس کو بھی اکرام کرنے والے ملیں گے۔ حدیث میں تو اتنا ہی کہ جنہوں نے اپنے بڑوں کا اکرام کیا ہے اللہ ان کے چھوٹوں سے ان کو اکرام دے گا اور جنہوں نے اپنے بڑوں کے ساتھ بدتمیزی کی ان کے چھوٹوں نے ان سے بدتمیزی کی۔ اس لیے محدثِ عظیم ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ جب اپنے بڑوں کا اکرام کرنے والوں کو اللہ ایسے جوان دے گا جو ان کا اکرام کریں گے تو اس کے معنٰی یہ ہیں کہ ان کی عمر بڑھائی جائے گی، کیوں کہ جب یہ بوڑھے ہوں گے تب ہی تو ان کے بچے بڑے ہو کر ان کا اکرام کریں گے۔ تو ان کو اکرام کی دولت بھی ملے گی اور درازیٔ عمر بھی ملے گی۔ یہ **تَفَقُّہٌ** ہے۔

شیخ کی حکم عدولی کرنے والے فیض یافتہ نہیں ہوتے

بس اسی کا مراقبہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض نہ ہوں، خدا سے اسی بات کا غم مانگ لو کہ اے خدا! ہمیں ایسا غم دے دے کہ ہم تجھ کو ناخوش کرکے حرام خوشیوں سے، لعنتی

خوشیوں سے اپنے قلب میں ایک اعشاریہ خوشی نہ آنے دیں، ہمیں ایسا ایمان و حوصلہ عطا فرما دے۔ یہ شاہ بازی ہے، مگر شاہ بازی کس سے آتی ہے؟ بازِ شاہی سے آتی ہے، کرگسوں یعنی گِدھ سے نہیں آتی، چاہے وہ جامع الملفوظات ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو یاد رکھو کہ محض ملفوظات نوٹ کرنے سے نور نہیں ملے گا، دین کے خادموں کو ہوشیار ہو جانا چاہیے کہ جب بازِ شاہی سے شاہ بازی سیکھ لوگے تب تمہاری تحریروں، تقریروں اور شیخ کے ملفوظات نقل کرنے میں اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے گا۔

مولانا رومی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد، شاہ خوارزم کا نواسہ آج سے آٹھ سو برس پہلے قونیہ شہر میں اعلان کرتا ہے کہ اے دنیا والو! مجھے اپنے پیر و مرشد شمس الدین تبریزی سے کیا دولت ملی ہے؟

بازِ سلطانم گشتم نیک و پیم
فارغ از مردارم و کرگس نیم

مرشد کے فیض کی دولت اس کے ساتھ کھانا کھانا نہیں ہے، سفر و حضر میں تفریح کرنا نہیں ہے، مرشد کا سب سے بڑا فیض یہ ہے کہ مرید اپنے اللہ کا بازِ شاہی بن جائے، اس کی بُری عادتیں نیک عادتوں سے تبدیل ہو جائیں اور وہ مرنے والوں پر مرنا چھوڑ دے کیوں کہ یہ کرگسوں یعنی گِدھوں کا کام ہے، اصلی مرید مرنے والی لاشوں پر اپنی شے یعنی زندگی کو لاشئ نہیں کرتا، لاش پر اپنے کو لاش نہیں کرتا بلکہ اپنے شیخ سے اپنے مولیٰ پر مرنا سیکھ لیتا ہے۔ اگر یہ سیکھ لیا تو تم اصلی مرید ہو، ورنہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں مردہ کھانے سے فارغ ہو چکا ہوں، اب جلال الدین کرگس نہیں ہے، گِدھ نہیں ہے جو مردہ کو دیکھے۔ اور بازِ شاہی بننے کے بعد انہوں نے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار کہے، ورنہ کرگس کیا شعر کہے گا۔

غمِ دو جہاں سے نجات کا نسخہ

اب میرے اشعارِ معرفت و محبتِ الٰہیہ پڑھ کے سنائے جائیں گے، جب ان میں غم کا

ذکر آئے تو اس سے مراد اللہ کی محبت کا غم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت کا بوجھ خوشی خوشی اٹھالو اور نافرمانی خوشی خوشی چھوڑ دو۔ یہاں غم سے مراد اللہ کی محبت کا غم ہے اور یہ وہ قیمتی غم ہے جو خدا اپنے دوستوں کو دیتا ہے، اس کی برکت سے آدمی دونوں جہاں کے غم سے نجات پاجاتا ہے۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

تیرے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

محبت تو اے دل بڑی چیز ہے
یہ کیا کم ہے کہ جو اس کی حسرت ملے

بس ہر وقت یہی غم رہے کہ اب تک ہم کو اللہ نہیں ملا، ہم کتنے نالائق ہیں کہ نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ تو اللہ کی محبت کا یہ غم بھی نعمت ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے حوصلے اور ہمتِ شیرانہ سے کام لو۔ واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو گناہوں سے بچنے کی ہمتِ شیرانہ دی ہے، طاقتِ شیرانہ دی ہے، مگر ہم اس طاقت کو استعمال نہیں کرتے۔

ہر انسان میں گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے

ہم میں دنیاوی خوف تو اتنا ہے کہ تھانے دار کا حسین بیٹا یا بیٹی سامنے ہو اور وہ پستول نکال کر کہے کہ دیکھتا ہوں کہ تو میرے بیٹے یا بیٹی کو کیسے دیکھتا ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کہ تمہاری آنکھ کیسے اُٹھتی ہے، وہاں تمہاری طاقتِ شیرانہ اندر سے باہر آجاتی ہے لیکن اللہ کی محبت میں طاقتِ شیرانہ استعمال کرنے کے بجائے لومڑیانہ زندگی گزارتے ہو۔ بولو! یہ اللہ سے بے وفائی ہے یا نہیں؟ اگر ایک تھانے دار کہے کہ میرا بیٹا یا میری بیٹی بہت نمکین ہے، اگر ان کو دیکھا تو یاد رکھنا میرے ہاتھ میں پستول بھی ہے۔ وہاں تو آپ کی طاقتِ شیرانہ ظاہر ہو جاتی ہے لیکن خالقِ شیر کے حکم سے، جس اللہ نے شیروں کو پیدا کیا ہے، اس اللہ کی محبت میں یہ حوصلہ یہ شریفانہ جذبات کیوں نہیں اُبھرتے کہ ہم اپنے مالک کو خوش کر کے اپنی شرافتِ بندگی کا ثبوت پیش کریں کہ اللہ تعالیٰ بھی کہیں کہ شاباش! میرے یہ بندے میرے نمک خوار ہیں، نمک حرام

نہیں ہیں۔

حرام مزے ترک کرنے کا لطف

اور حرام مزے چھوڑنے پر اللہ ایسا مزہ دے گا کہ ساری دنیا کے حرام مزوں پر لعنت بھیجو گے اور احساسِ کمتری بھی نہیں ہو گا بلکہ شکر ادا کرو گے کہ یااللہ! یہ کیسی مبارک گھڑی آگئی ہے کہ اب ہم آپ کو ناراض کر کے مردہ خوری نہیں کرتے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

بازِ سلطانم گشتم نیک و پیم
فارغ از مردارم و کرگس نیم

اے دنیاوالو! جلال الدین رومی اعلان کرتا ہے کہ شمس الدین تبریزی کے صدقے میں جلال الدین رومی کو وہ ایمان عطا ہوا ہے کہ میں نے ان تمام مرنے والوں کے حسن کو دیکھنا چھوڑ دیا ہے، میں مردہ کھانے سے باز آگیا ہوں۔ جب آدمی بازِ شاہی بنتا ہے تو مردہ کھانے سے باز آجاتا ہے، یہ بازِ شاہی اب بادشاہ کے محل میں اس کی کلائی پر رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقرب بندے اللہ کے پاس رہتے ہیں، وہ مردہ حسینوں کی تاک جھانک میں نہیں رہتے۔ جب مولانا رومی کو بازِ سلطانی عطا ہوئی اس وقت ان کے دردِ دل سے ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہوئے اور جس جنگل میں یہ اشعار ہوئے قونیہ کا وہ جنگل اختر نے دیکھا ہے۔ قونیہ جانے سے پہلے میں استنبول گیا، جب استنبول میں جہاز اُترا تو میں نے سب دوستوں سے مزاحاً کہا کہ آگیا استنبول اب بول کیا بولتا ہے۔ استنبول سے دس گھنٹے کی مسافت پر ایئرکنڈیشن بس کے ذریعے مولانا رومی کی خانقاہ میں حاضری دی جہاں اس جنگل کی بھی زیارت کی۔

محبتِ الٰہیہ کا بوجھ ارض وسماء بھی نہ اٹھا سکے

دورانِ مجلس حضرت والا کے یہ اشعار پڑھے گئے۔

ہر شعر میرا غم ہے تمہارا لیے ہوئے
اور دردِ محبت کا اشارہ لیے ہوئے ہیں

ارض و سماء سے غم جو اٹھایا نہ جاسکا
وہ غم تمہارا دل ہے ہمارا لیے ہوئے

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں نے شریعت کے قانون کو زمین و آسمان پر رکھا یعنی اپنی محبت کے قوانین کو، فرامینِ محبتِ الٰہیہ کو زمین و آسمان پر رکھا تو زمین و آسمان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم سے یہ بوجھ نہیں اُٹھے گا۔ وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ [۵] مگر اللہ کے عاشقوں نے کہا کہ ہم سَر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اس شعر میں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے۔

ارض و سماء سے غم جو اٹھایا نہ جاسکا
وہ غم تمہارا دل ہے ہمارا لیے ہوئے

اس شعر میں عاشقوں کی وفاداری کی جو تاریخ ہے اصل میں یہ تابع جغرافیہ ہے۔ آج روئے زمین پر لوگ بے پردہ لڑکیوں کو دیکھ رہے ہیں، انگلینڈ ہو، باربڈوز ہو، امریکا ہو، جرمنی ہو، جاپان ہو یا پولینڈ ہو، وہاں ایک اللہ والا اپنی نظر کو بچا رہا ہے تو کیا آسمان والا اس بندے سے خوش نہیں ہوگا؟ کہ ساری دنیا جس کے حسن پر پاگل ہے مگر میرا پاگل اس پر پاگل نہیں ہو رہا ہے، یہ میری محبت کی وفاداری کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ یہ ہے وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ط اللہ کی محبت کے اس غم کو اللہ والوں نے اٹھایا ہے۔

لذتِ حیاتِ غیر فانی کا حصول

کیا عشق کا یہ دوستو اعجاز نہیں ہے
گلشن میں بھی ہو نالۂ صحرا لیے ہوئے

اس شعر کی شرح یہ ہے کہ دنیا کی تمام نعمتوں میں رہتے ہوئے بھی آہِ بیابانی نہ بھولے، اپنے پاس آہِ صحرا رکھتا ہو، اس کے گلشن میں بھی اس کا آہ و فغاں کا صحرا موجود ہو، عاشق اپنا صحرا خود بنالیتے ہیں، اللہ کے دیوانے اپنی زمین و آسمان کو دنیا سے الگ کرلیتے ہیں، ان کے زمین اور

[۵] الاحزاب:۷۲

ہوتے ہیں، ان کے آسمان اور ہوتے ہیں، ان کا گلشن اور ہوتا ہے اور ان کا صحرا اور ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے ہر عاشق کو ایک الگ عالم دیتے ہیں۔ لہٰذا گلشن میں رہتے ہوئے اخترؔ آہِ صحرا کی نعمت سے مشرف کیا جاتا ہے۔ یہ اشعار گلشن ہی میں ہوئے ہیں مگر آدھی رات کے بعد کے ہیں، میرے ستّر اسّی فی صد اشعار آدھی رات کے بعد کے ہیں۔

اللہ کی نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ میں اٹھارہ سال کی جوانی میں شاہ عبد الغنی صاحب سے بیعت ہوا اور اپنے شیخ کے ساتھ دس سال جنگل میں گزار دیے۔ یہ اس لیے بتاتا ہوں کہ بعض جوان سوچتے ہوں گے کہ معلوم نہیں ان کی جوانی کیسے گزری؟ اب بڑے میاں اللہ والے بن گئے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوانی فدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی روح کے اندر کروڑہا جوانی دیتا ہے، اس کے بال سفید ہو جائیں گے مگر اندر کی جوانی ضایع نہ ہوگی کیوں کہ اس نے یہ جوانی اللہ پر فدا کی ہے جہاں جاکر ہر فانی چیز باقی ہو جاتی ہے کیوں کہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں **مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ** جو چیز تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والی ہے، **وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ**[۹] اور جو مجھ پر فدا کروگے وہ غیر فانی ہو جائے گی، اگرچہ تمہارے پاس فانی ہے لیکن مجھ پر فدا کروگے تو میرے خزانے میں داخل ہو کر تمہاری فانی بھی غیر فانی ہو جائے گی۔ یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے کہ جو تم اپنے نفس پر خرچ کروگے وہ سب فانی ہو جائے گا کیوں کہ تم خود فانی ہو، فانی پر فانی ہو کر فانی اور باقی پر فانی ہو کر باقی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جو جوانی اللہ پر فدا ہوتی ہے اس کی جولانی، طغیانی اور طوفانی ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

ایذائے خلق بلندیٔ درجات کا باعث ہوتی ہے

ایذائے خلق نے کیا خالق سے بھی قریب
فریاد کا ہر لمحہ سہارا لیے ہوئے

اس شعر کی شرح یہ ہے کہ جب مخلوق ستاتی ہے تو خدا یاد آتا ہے یا نہیں؟ اس لیے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ

---

۹ النحل: ۹۶

بڑھ گیا ان سے تعلق اور بھی
دشمنیِ خلق رحمت ہوگئی

بندہ ہر وقت فریاد کررہا ہے کہ اللہ ان دشمنوں سے بچا۔ تو توفیق مناجات ہوئی کہ نہیں؟ اگر دشمن مضر ہوتے تو اللہ اپنے پیاروں اور نبیوں کو دشمن نہیں دیتا۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا ہم نے ہر نبی کو دشمن دیے ہیں۔[ل] مگر یہ جَعَلْ تکوینی ہے، دشمنوں کو اس ستانے کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان کی تو پٹائی ہوگی مگر اپنے پیاروں کی مٹھائی کے لیے دشمنوں کو مقرر کر دیا تاکہ تم انہیں ستاؤ اور یہ رو رو کر ہمیں خوب یاد کریں۔ جو غم تم انہیں دے رہے ہو اس غم سے ہم ان کے ایمان کی اعلیٰ درجے کی بریانی تیار کرتے ہیں۔ اگر دشمن مضر ہوتے تو اللہ اپنے نبیوں اور پیاروں کو دشمن نہیں دیتا۔ کوئی ابا اپنے پیارے بیٹے کو مضر چیز دے گا؟ تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو مضر چیز کیسے دے گا۔ لہٰذا اگر دشمن پیدا ہو جائیں تو گھبراؤ مت، اللہ تعالیٰ سے رجوع رہو، اگر وہ دھمکی بھی دیں کہ ہم ایسا کر دیں گے تو سمجھ لو کہ اگر اللہ سے رجوع رہے اور گناہ سے بچتے رہے اور اللہ سے فریاد کرتے رہے پھر اگر کوئی دھمکی دیتا ہے تو اللہ اس کو دھمک دیتا ہے۔ ایک دن دنیا دیکھے گی کہ دھمکنے والے دھمک دیے گئے ہیں، بے دست و پا پڑے ہوئے ہیں اور ان کو اپنی نالائقی پر ندامت طاری ہے۔

خالق سے محبت اور مخلوق سے محبت میں فرق

یہ دل ہے ان کے درد کا مارا اے دوستو
سینے میں محبت کا منارہ لیے ہوئے

یہ بہت رومانٹک شعر ہے، اب اس کی شرح سن لیں، بعض لوگ کہیں گے کہ ہمیں تو دنیاوی ٹیڈیوں اور لونڈوں کی محبت کا درد ہے۔ تو اللہ کی محبت کا درد اور مخلوق کی محبت کا درد ان دونوں دردوں میں کیا فرق ہے؟ جو اللہ کی محبت کے درد کے مارے ہیں وہ مرتے دم تک ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی درد کے مارے رہتے ہیں اور میدانِ محشر میں بھی ان کے دردِ دل کو تاجِ

[ل] الانعام:۱۱۲

دوستی پہنایا جائے گا، دنیا میں بھی تاجِ دوستی پہنایا جائے گا لیکن وہاں تاجِ دوستی ظاہر ہو جائے گا اور یہاں خفیہ رہتا ہے۔ اسی لیے بعض لوگ حسد کی وجہ سے اللہ والوں کو پہچان نہیں پاتے۔

حکمِ غضِ بصر عین رحمتِ الٰہی ہے

دنیاوی معشوقوں کے جو درد کے مارے ہوتے ہیں جب ان کے معشوق کے کالے بال سفید ہو گئے، نازک کمر ٹیڑھی ہو گئی، رسیلی آنکھوں پر گیارہ نمبر کا چشمہ لگ گیا اور گردن ہلنے لگی، حسن کا جغرافیہ جب بدل گیا تو اس پر میرا شعر ہے؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جن کی یاد میں رات میں بھر تارے گنتے تھے، آنکھوں سے آنسوؤں کے فوارے بہتے تھے، اختر شماری کرتے تھے، اس کی یاد میں بے قراری رہتی تھی اور اس معشوق کو رات دن بریانی کھلاتے تھے اب اس سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ ادھر دیکھتے بھی نہیں، کہتے ہیں کہ آہ! یہ حسن کا جغرافیہ کیا ہوا؟ اس کی جوانی میں تو اس پر ثمر قند و بخارا قربان کر رہے تھے کہ اے حسین اگر تو مجھے مل جائے تو ثمر قند و بخارا تجھے دے دوں گا مگر جب حسن بگڑ گیا اور اس نے کہا کہ اب ثمر قند و بخارا دے دیجیے اور مجھ کو لے لیجیے، میں سر سے پیر تک آپ کا ہوں، تو اس نے کہا کہ ثمر قند و بخارا تو بڑی چیز ہے اب تو تجھے آلو بخارا بھی نہیں دوں گا۔

انٹرنیشنل گدھوں کی بات کرتے ہوئے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ جو اللہ کو چھوڑ کر مرنے والوں پر مر رہے ہیں وہ بین الاقوامی گدھے ہیں، کچھ دن کے بعد ان کی عاشقی کا حال پوچھو کہ کہاں ناک کے راستہ نکل گئی، جب اس حسین کا بڑھاپا آگیا اب اس کو بریانی کیوں نہیں کھلاتے؟ اب سنو اختر کا شعر ہے؎

جتنے حسین دوست تھے ان کا بڑھاپا دیکھ کر
حسن کی شان گر گئی میری نگاہِ شوق سے

آہ! دل چاہتا ہے کہ سارے عالم کے جوان اللہ پر فدا ہو کر اپنی جوانی کا مزہ حاصل کرلیں، شادی کرو اور حلال کی بیوی سے جتنی محبت کرو کم ہے، اس پر ثواب بھی ہے۔ میں تو صرف حرام سے بچاتا ہوں، لہٰذا عورتیں نہ ڈریں کہ یہ جو حسن کی توہین کرتے رہتے ہیں تو کہیں ہمارے شوہروں کی نظر میں ہمیں کمتر نہ کردیں۔ میں آپ کو کمتر نہیں کررہا ہوں بلکہ آپ کے شوہروں کی نظر میں آپ کو بہتر بنارہا ہوں۔ جب انسان سڑکوں والیوں سے اور غیروں سے نظر بچائے گا تو اس کی نظر میں لے دے کے تم ہی تم رہو گی۔ میں تو غیر عورتوں پر حرام نظر ڈالنے سے بچارہا ہوں۔

نظر کی حفاظت کا حکم اپنی بندیوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ایسا نہ ہو کہ شوہر اِدھر اُدھر دیکھ کر میری بندیوں پر ظلم کرے، اپنی بیویوں سے صَرفِ نظر کرکے ان سے بے توجہی برتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی بندیوں پر کرم ہے، جیسے باپ اپنی بیٹی کے لیے تعویذ مانگتا ہے کہ مولانا ایسا تعویذ دے دو کہ میرا داماد میری بیٹی کو آرام سے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کو تعویذ کی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے حکم نازل کردیا ہے کہ خبردار! اپنی بیویوں کے علاوہ اِدھر اُدھر مت دیکھو۔ بد نظری کی لعنتوں سے بچاکر درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو چین بخشا ہے اور بندیوں پر رحم فرمایا ہے کہ جب ان کے شوہر کہیں نظر خراب نہیں کریں گے تو میری بندیوں کو پیار سے رکھیں گے، یہ اللہ کا بندیوں پر بھی پیار ہے اور بندوں پر بھی پیار ہے۔

صحبتِ اولیاء ہر حال میں نافع ہے

عارف کا ہر سکوت ہے درسِ محبت
اور ان کی تجلی کا نظارہ لیے ہوئے

اللہ والے اگر خاموش بیٹھے ہیں تب بھی ان کے پاس بیٹھے رہو کیوں کہ ان کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ متواترہ ہیں، آپ کے قلب میں ان کی تجلی کا عکس پڑے گا اور آپ کا دل روشن ہو جائے گا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

جو چپ بیٹھوں تو اک کوہِ گراں معلوم ہوتا ہوں
جو لب کھولوں تو دریائے رواں معلوم ہوتا ہوں

یعنی اللہ والوں کے سر پر اللہ کی عظمت کا پہاڑ ہوتا ہے اور جب وہ اللہ کی محبت کی باتیں بیان کرتے ہیں تو ان کے لبوں سے علومِ الٰہی کا دریا رواں ہوتا ہے۔

اللہ کے عاشقوں کی ہر آن نئی شان

اخترؔ زمین پہ اس طرح رہنے کی فکر کر
اپنے خدا کے غم کو خدارا لیے ہوئے

دیکھو! اللہ کے عاشق اللہ کی محبت میں ہمیشہ مست رہتے ہیں، جتنا جوانی میں مست ہوتے ہیں اتنا ہی بڑھاپے میں بھی مست رہتے ہیں، ان کے قلوب میں اللہ کی محبت ہر وقت ترقی پذیر رہتی ہے کیوں کہ اللہ کی شان بھی ہر وقت ترقی پذیر رہتی ہے **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ** اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر دن میری نئی شان ہے۔[۱۱] تفسیر روح المعانی میں ہے کہ یہاں دن سے مراد وقت ہے یعنی اللہ کی ہر وقت نئی شان ہے۔[۱۲] اسی لیے ان کے عاشقوں کی بھی ہر وقت نئی شان رہتی ہے۔ اور دنیاوی عاشقوں کا حال کیا ہے؟

مدت کے بعد جب ان کی صورت بگڑ گئی
صورت نہیں رہی اور رغبت نہیں رہی

صورت ختم ہوگئی تو ان سے رغبت بھی ختم ہوگئی، معشوقوں کا حسن بگڑ گیا اور عشق و عاشقی کی داستاں ختم ہوگئی، اب اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں، دیکھتے ہیں تو معشوق بھی شرمندہ پھرتا ہے کیوں کہ اب اس کے پاس وہ نمک نہیں ہے، وہ بھی دیکھتا ہے کہ ان کی نظریں کچھ بدلی ہوئی ہیں کیوں کہ اب مجھ میں وہ حسن نہیں رہا لہٰذا سرکار جو مجھ پر جان دے رہے تھے اب ان کی نظریں بدلی ہوئی نظر آرہی ہیں، تب اس نے کہا ؎

بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں

کیوں ایسی محبت کرتے ہو جس سے عاشق معشوق بدلے بدلے نظر آئیں؟ اللہ پر فدا رہو ہمیشہ

---

[۱۱] الرحمٰن:۲۹

[۱۲] روح المعانی:۱۱۰/۲۷، الرحمن (۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

بغیر بدلے رہوگے، ہر وقت مست رہوگے اور مست کروگے۔ تمہارے پاس آکر پریشان حال لوگ سکون پاجائیں گے۔ اللہ اپنے عاشقوں کو وہ سکون دیتا ہے کہ جو بے سکون ہوں ان اللہ والوں کی صحبت سے ان کو بھی سکون مل جاتا ہے۔ اگر غلط کاموں میں پڑے رہے تو یہ جوانی تمہارے کسی کام نہ آئے گی، یہ نہ سوچو کہ اگر میں معشوقوں کے چکروں میں نہ پڑا تو میری آرزوئیں خاک میں مل جائیں گی، یہ سوچو کہ میں نے اپنی خواہشاتِ جوانی کو کس کے حکم سے مٹی کیا؟ خواجہ صاحب کا شعر سنو ؎

خاک میں کس نے ملایا یہ تو دیکھ
شکر کر مٹی سنوارت ہوگئی

تم اپنی حرام آرزوؤں کو کس کے حکم سے خاک میں ملا رہے ہو؟ جس نے پیدا کیا تھا اسی پر تو مر رہے ہو، پھر اللہ ساری لیلاؤں کا نمک دل میں دے دے گا اور جنت کی حوریں الگ رہیں، مگر مولیٰ نقد ملے گا۔ اگر اپنی جوانیاں اللہ پر فدا کرکے تمہیں دونوں جہاں سے بڑھ کر مزہ نہ ملے تو کہنا اختر کیا کہہ رہا تھا۔ میں نے چکھ کر یہ مزہ پیش کیا ہے، مالک کے کرم سے جوانی اللہ پر فدا کرکے آج میں آپ جوانوں کو جوانی اللہ پر فدا کرنے کی دعوت دے رہا ہوں۔

اب ایک خوشخبری سنیں! بہت سے دوستوں نے مجھ سے کہا تھا کہ گلستانِ جوہر سندھ بلوچ کی خانقاہ میں جو تین دن لگائے جاتے ہیں ان سے ہم کو کئی برسوں جتنا نفع ہوتا ہے۔ چوں کہ کافی دن گزر گئے ہیں لہٰذا میں نے سوچا کہ اگر سرکاری چھٹیوں کا انتظار کرتا ہوں تو سال میں چھ مہینے کے بعد یہ موقع آئے گا اور زندگی کا کیا بھروسہ ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

تو میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ داعیہ پیدا فرمایا ہے کہ جب دل چاہے سہ روزہ لگاؤ، اس کے لیے سرکاری چھٹی کا انتظار مت کرو، بڑے سرکار کے لیے سرکاری چھٹیوں کا انتظار مت کرو۔ لہٰذا آج عصر کے بعد سے سہ روزہ کا اعلان کر رہا ہوں، اس کا مستقل کوئی قانون نہیں بناؤں گا، جب میرے دل میں آئے گا سہ روزہ لگالوں گا۔ اس پر ایک شعر سنو ؎

نہ سُدھ بُدھ کی لی نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

لہٰذا آج عصر کے بعد شہر سے جنگل کی راہ لینے والا ہوں، جس کا دل چاہے تین دن کے لیے وہاں چلے، جمعہ کی عصر کے بعد سے لے کر سنیچر کا پورا دن، اتوار کا پورا دن اور پیر کا پورا دن۔ جمعہ کو عصر کے بعد جانا اور پیر کو عصر کے بعد واپس آنا، یہ سہ روزہ خانقاہی ہے، اس کا نام خانقاہی سہ روزہ ہے۔ تزکیۂ نفس، اصلاحِ نفس کے لیے یہ سہ روزہ لگا کر دیکھو۔ ہم تبلیغی سہ روزے کے مخالف نہیں ہیں، تبلیغی میرے دوست ہیں، یہ میرا ہی کام ہے، مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہی بزرگ تھے، اپنے ہی اکابرِ دیوبند میں سے تھے، لیکن کبھی یہ خانقاہی سہ روزہ بھی لگاؤ۔ جو یہ سمجھے کہ خانقاہوں میں ولیوں کا کام ہوتا ہے اور تبلیغ میں نبیوں کا کام ہوتا ہے تو یہ شخص قرآنِ پاک کی حقیقت سے ناآشنا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیغمبر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کاموں کے لیے بھیجا ہے کہ وہ قرآنِ پاک کی تلاوت کریں، قرآنِ پاک کے علوم کو بیان کریں، حکمتِ قرآنیہ بیان کریں اور یُزَکِّیۡهِمۡ ہمارے صحابہ کے نفس کا تزکیہ کریں۔[۱۳]

نفس کی اصلاح پیغمبرانہ خدمات ہیں، اس کو صرف اولیاء کی خدمات مت قرار دو کہ یہ ولیوں کا کام ہے اور ہم نبیوں کا کام کرتے ہیں۔ اصلاحِ نفس بھی پیغمبرانہ کام ہے، اس سے اعمال میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے تبلیغ والے احباب بھی اس کو پیغمبرانہ کام سمجھ کر قرآنِ پاک کی اس آیت پر عمل کریں کہ تزکیۂ نفس کے لیے تین دن کے لیے وہاں رہنا ہے، تبلیغ کا کام اور تزکیۂ نفس کا کام الگ الگ نہیں ہے، یہ سب ہمارے دین ہی کے کام ہیں۔

جو لوگ بہت ہی مجبور ہیں وہ اپنے آفس بھی جاسکتے ہیں تاکہ ملازمت خطرے میں نہ پڑے۔ اور جن پر اپنی بیویوں کا خوف غالب ہو، اور وہ چھڑی والے ہوں۔ اب آپ پوچھیں گے کہ چھڑی کا کیا قصہ ہے؟

ایک میاں بیوی برسات میں گرم گرم پکوڑے کھارہے تھے، میاں مزدور تھا، اس

---

[۱۳] البقرۃ:۱۲۹

کو بھوک زیادہ لگی تھی، وہ دو دو کر کے کھانے لگا تو بیوی نے ڈانٹنا شروع کر دیا کہ جتنا ہم کھا رہے ہیں اتنا ہی تم کو کھانا چاہیے، لیلیٰ مجنوں کی خوراک میں تناسب ہونا چاہیے۔ اس نے کہا کہ تم نے مزدوری نہیں کی اور میں دن بھر محنت کر کے آیا ہوں، مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ جب دونوں کی لڑائی بڑھی تو میاں نے غصے سے کہا کہ یا اللہ! یا تو میں مر جاؤں اور آگے یہ کہنا چاہتا تھا کہ یا تو یہ بیوی مر جائے۔ لیکن ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ یا اللہ! یا تو میں مر جاؤں کہ اس کی بیوی نے چھری دکھائی اور کہا کہ یا کیا؟ تو اس نے کہا کہ یا بھی میں ہی مر جاؤں۔ بے چارہ ڈر گیا کہ اگر کہتا ہوں کہ یا تو یہ مر جائے تو ابھی چھری سے پٹائی کر دے گی اور تھی بھی تگڑی۔ جب میں نے یہ مضمون بیان کیا تو میرے ایک دوست نے کہا کہ اس بات سے پتا چلا کہ جسامت کو دیکھ کر شادی کرنی چاہیے، بہت زیادہ تگڑی سے شادی نہیں کرنی چاہیے ورنہ پگڑی بگڑ جائے گی۔

تو تزکیۂ نفس کے لیے تین دن لگالو، اپنے ہی شہر میں ہجرت کا مزہ لے لو، دوسرے شہر میں نہیں جانا ہے، مگر تین دن کے لیے اپنا گھر چھوڑنا ہے، اپنے بال بچوں کو چھوڑنا ہے، اللہ کے لیے ہجرت کی کچھ نقل کرلو، اللہ کے رسول نے بھی ہجرت کی تھی اور صحابہ نے بھی ہجرت کی تھی لہٰذا سنتِ نبی بھی ادا کرلو اور سنتِ صحابہ بھی ادا کرلو، ان تین دنوں میں ان سے مشابہت کی کچھ شکل پیدا کرلو۔ میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ وہاں کی آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے، مگر ہم آب و ہوا کے لیے نہیں جائیں گے، خالقِ آب و ہوا کے لیے جائیں گے، آب و ہوا تو خود بخود مل جائے گی، نیت بھی نہ کریں تو بھی وہی ہوا ملے گی، مگر اللہ نیت سے ملے گا لہٰذا اخلاص کے ساتھ چلو۔

جن کو چلنا ہو وہ شمیم صاحب سے رابطہ کرلیں تاکہ قیام و طعام کا انتظام ہوسکے، یہ انتظام آپ ہی کے حق میں ہے تاکہ تین دن تک تین وقت کے کھانے کا بندوبست ہوسکے یعنی صبح کا ناشتہ، دوپہر کا کھانا اور رات کا کھانا۔ اب تین وقت کھانے پر ایک واقعہ سن لیں۔ ایک عالم نے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ مجھے ہنسی بہت آتی ہے، یہ سنت کے خلاف تو نہیں ہے؟ حکیم الامت نے فرمایا کہ آپ مجبور ہیں، ہنسی آئے تو ہنس لیا کریں۔ اس پر انہوں نے لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو زیادہ ہنسنا ثابت نہیں ہے؟ حکیم الامت نے فرمایا کہ کیا آپ سب ہی ثابت پر عمل کرتے ہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دن میں

تین مرتبہ کھانا کھایا تھا کہ ناشتہ بھی کیا ہو، دوپہر کو بھی کھایا ہو اور رات کو بھی کھایا ہو؟ پھر آپ غیر ثابت طریقے سے تین وقت کیوں کھاتے ہو؟

تو آج عصر کی نماز پڑھ کر ان شاء اللہ شہر سے نکل کر جنگل کی راہ لیں گے۔ اب جس کا دل چاہے وہ میرے ساتھ سفر کرے اور تین دن میرے پاس رہے اور میں ان کے پاس رہوں، مصاحبت اسی کا نام ہے، اپنے دینی دوستوں کی صحبت سے ہمیں بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور پیر کا بیان یہیں گلشن اقبال ہی میں ہو گا، عصر کی نماز پڑھ کر یہیں آجائیں گے کیوں کہ بعض لوگوں کو علم نہیں ہوتا، وہ بے چارے یہاں آئیں گے تو ان کو پریشانی ہو گی۔

اب دعا کرلیں کہ یااللہ! جو کچھ کہا سنا گیا اس کو قبول فرمالیں، ہم سب کو اور ہماری قیامت تک آنے والی نسلوں کو اللہ والا بنادیں اور یااللہ! ہماری دنیا بھی بنادیں اور آخرت بھی بنادیں، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قُرب ندامت گریہ زاری میں ہے
قُرب کیا جانے جو دیدہ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِرُّوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقرہ عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)...اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

> ”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے قرب کی لذت کا پوری کائنات میں کوئی بدل نہیں۔ جس طرح خدائے تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اسی طرح ان تک پہنچانے والا ہر راستہ، ہر عمل بے بدل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جن کے سینوں کو اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص کے انوارات حاصل ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے قرب کی لذت رشکِ کائنات معلوم ہوتی ہے۔

تو نے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی
ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھ
سرفروشی دل فروشی جاں فروشی سب سہی
پی کے خونِ آرزو پھر کیف جامِ قرب دیکھ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''لذتِ رشکِ کائنات'' میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو دردِ دل بیان فرمایا ہے اللہ والوں کو وہ ساری کائنات سے افضل معلوم ہوتا ہے اور ساری کائنات اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتی ہے بلکہ دردِ محبت الٰہی کی یہ لذت انہیں رشکِ کائنات معلوم ہوتی ہے۔

AW-134